سیرتِ ابراہیمی کے درخشاں پہلو

بمقام: جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا

بموقع: ہفتہ وار اصلاحی پروگرام

تاریخ: ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۱ اپریل ۱۹۹۷ء

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ. وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَعَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

تمہید

گذشتہ منگل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ شروع کیا تھا۔ چونکہ یہ آنے والے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ عید الاضحیٰ اور اس کے اعمال۔ حج اور اس کے اعمال...... یہ سب ملت ابراہیمی کی یادگاریں ہیں۔ اس مناسبت سے ان دنوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر شروع کیا تھا تو گذشتہ بیان میں یہ اہم بات آپ حضرات کے سامنے واضح کی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے جو اہم سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ نجات کا دار و مدار عقیدے پہ ہے۔ نسب پہ نہیں۔

اتباع علم کی ہے نہ کہ عمر کی

یاد ہوگا میں نے گذشتہ بیان میں اسی بات کی وضاحت کی تھی۔ اور اس کے ساتھ لگتے مختصر الفاظ میں یہ اصول واضح کیا تھا کہ اتباع علم کی ہے عمر کی نہیں۔ عمر میں بڑا ہو تو یہ دلیل نہیں ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ کوئی پہلے پیدا ہو گیا کوئی بعد میں پیدا ہو گیا یہ اتباع کا کوئی اصول نہیں۔ تو اتباع علم کی ہے عمر کی نہیں۔ یہ دو باتیں گذشتہ بیان میں آپ کے سامنے واضح کی تھیں۔ اب اسی سلسلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زندگی کے ہی اور مختلف پہلو آپ کے سامنے نمایاں کرتا ہوں۔

بعض انبیاء کی سیرت کے نمایاں پہلو

ویسے تو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ ہر نبی اللہ کی اطاعت کی طرف داعی ہوتا ہے۔ لیکن اپنے اپنے ماحول کے اعتبار سے بعض انبیاء علیہم السلام کی کچھ خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ جس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں بہت دہرایا گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کا یہ پہلو بہت نمایاں ہے کہ وقت

کے فرعون کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرنا۔

اور کتنی ہی مقتدر شخصیت ہو' کتنی ہی صاحب اختیار شخصیت ہو۔ لیکن اللہ کا نبی اس کے سامنے دبتا نہیں۔ اس کے سامنے ڈرتا نہیں۔ بلکہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کرتا ہے۔ اور پھر جب اللہ کی نصرت ساتھ ہوتی ہے تو ایک موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایک ان کا بھائی۔ ساتھ نہ کوئی فوج' نہ کوئی اسلحہ۔ اور ملک کا حاکم وقت خدا بنا بیٹھا تھا۔ لیکن جب ان فقیروں کے ساتھ اللہ کی نصرت تھی۔ تو کوئی کچھ نہ بگاڑ سکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کا یہ پہلو نمایاں ہے۔ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے جو قرآن کریم میں نقل کیے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کا یہ پہلو بہت نمایاں ہے۔ کہ جس ماحول میں یہ تشریف لائے تھے وہ سارے کا سارا خلاف تھا۔

- گھر کا ماحول خلاف تھا'
- قوم کا ماحول خلاف تھا۔
- ملک کا ماحول خلاف تھا۔

ماحول انسانی فطرت پر اثر انداز ہوتا ہے

عام طور پر انسان کی فطرت یہ ہے کہ یہ ماحول کے رخ پر بہہ جاتا ہے۔ ماحول کے رخ پر بہہ جانا انسان کی ایک کمزوری ہے۔ جس قسم کا ماحول ہوتا ہے۔ ویسے انسان ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ۔

ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو صحیح فطرت لے کے آتا ہے۔ صحیح فطرت پہ پیدا ہوتا ہے فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اس کے والدین کا ماحول اسے یہودی بنا دیتا ہے۔

اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ یا والدین اس کو نصرانی بنا دیتے ہیں۔ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ یا گھر کا ماحول اسے آتش پرست مجوسی بنا دیتا ہے۔ (بخاری ۱/۱۸۱)

والدین یہودی ہیں بچے نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی۔ اسی رو میں بہہ گیا اور یہودی ہوگیا۔

والدین مجوسی ہیں آتش پرست ہیں اسی ماحول میں بچے نے آنکھ کھولی مجوسی بن گیا۔ والدین نصرانی ہیں اسی ماحول میں بچے نے آنکھ کھولی نصرانی ہوگیا۔

تو ماحول کی رو میں بہہ جانا ایک عام انسان کی کمزوری ہے۔ کہ جب ایک سیلاب آیا ہوا ہوتا ہے تو انسان اس کے سامنے یوں بہہ جاتا ہے جس طرح سے تنکا بہہ جاتا ہے۔ ماحول بہت موثر ہوتا ہے۔

انبیاء ماحول سے ٹکراتے ہیں

لیکن اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ شخصیات۔ ان کا چونکہ خود اللہ ہی محافظ ہوتا ہے۔ تو ان کو اللہ بھیجتا ہی ماحول بدلنے کے لیے ہے۔ وہ ماحول کے ساتھ بہنے والے نہیں ہوتے۔ بلکہ ماحول کا رخ بدلنے کے لیے اللہ ان کو بھیجتے ہیں اور ابتداء سے ہی ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔ ان کی فطرت اپنے ارد گرد کے ماحول پر غالب آجاتی ہے۔ ماحول ان کو نہیں بدل سکتا بلکہ وہ فطری اصول' اللہ تعالیٰ کے دین کے' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے' جو اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں ودیعت رکھے ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے ساتھ اپنے ماحول میں وہ بالکل محفوظ رہتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ جب وہی اصول اپنے ماحول پر غالب کر لیتے ہیں۔

تو انبیاء کی حفاظت اللہ تعالیٰ ابتداء سے فرماتے ہیں۔ ماحول ان کو متاثر نہیں کر سکتا اور ویسے تو انسان متاثر ہوتا ہے خوف سے' لالچ سے' بسا اوقات ڈر کے انسان اپنا ماحول چھوڑ دیتا ہے بسا اوقات لالچ میں آکے چھوڑ دیتا ہے۔

لیکن انبیاء علیہم السلام کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہوا کرتا ہے۔ کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کسی سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ کسی سے امید رکھتے ہیں اور یہی بنیادی سبق ہے جو وہ مخلوق کو پڑھاتے ہیں۔ مخلوق کا خوف دل سے نکال دینا اور مخلوق سے امید منقطع

کردینا اور اپنے خالق کے ساتھ جوڑ دینا کہ ڈرو۔ تو اس سے ڈرو امید رکھو تو اس سے رکھو۔ بگاڑ بھی وہی سکتا ہے سنوار بھی وہی سکتا ہے۔ نہ کوئی اس کے علاوہ بگاڑنے والا ہے۔ اس لیے کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ کوئی سنوارنے والا ہے۔ اس لیے کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت نہیں۔

بگاڑنا سنوارنا صرف اسی قوت کے پاس ہے۔ یہ سبق انبیاء علیہم السلام بنیادی طور پر اللہ کی مخلوق کو پڑھاتے ہیں۔

موحد کی شانِ بزبان سعدیؒ

اور جو یہ سبق پڑھ لیتا ہے وہی صحیح طور پر موحد ہوتا ہے۔ اور یہی سبق انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا پہلا سبق ہے۔

جیسے کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ گلستان میں آپ نے پڑھا ہوگا۔

موحد چہ برپائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید وہر اسش نہ باشد ز کس
بریں است بنیاد توحید و بس

کہ موحد کے لیے دونوں باتیں برابر ہیں جو اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والا ہے جیسے کہ اللہ نے ہمیں توفیق دی ہم سب کہتے ہیں کہ اللہ پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم توحید کے قائل ہیں۔ توحید کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس عقیدے کے ساتھ ساتھ اس کے آثار اور اس کے لوازمات کو بھی ذہن میں رکھو۔

موحد کے لیے یہ بات برابر ہے کہ اس کے سامنے اس کے گھر سونے کے ڈھیر لگا دو وہ سونے کے ڈھیرے کے لالچ میں آ کے کبھی اپنے موقف کو نہیں چھوڑتا۔

اور یہ بھی اس کے حق میں برابر ہے کہ اس کے سر پہ تلوار کھینچ کے کھڑے ہو جاؤ۔ پرانے زمانے میں ہندوستان کی بنی ہوئی تلوار بہت شہرت رکھتی تھی۔ جس کو عربی

میں مُہنّد کہتے تھے۔ تو شمشیر ہندی اس کے سر کے اوپر کھینچ کے کھڑے ہو جاؤ کہ ہم تیرا سر اڑا دیں گے۔ یہ اس کے ہاں برابر ہے۔ سونے کا ڈھیر لگا دو تو متاثر نہیں ہوتا۔ تلوار کھینچ کے اس کے سامنے کھڑے ہو جاؤ تو متاثر نہیں ہوتا۔

اسے نہ کسی سے امید ہوتی ہے نہ کسی سے خوف ہوتا ہے۔ اسے پتہ ہے کہ کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اگر خدا نہ چاہے اور کوئی مجھے سنوار نہیں سکتا اگر اللہ نہ چاہے۔ تو شیخ اس بات کو نقل کر کے کہتے ہیں۔

بریں است بنیاد توحید و بس

توحید کی بنیاد اسی پہ ہے کہ غیر اللہ کا خوف بھی ختم ہو جائے اور غیر اللہ سے امید بھی ختم ہو جائے۔ خوف ہو تو اللہ کا۔ امید ہو تو اللہ سے۔ تو جب توحید کی بنیاد اس بات پر ہے تو انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی ہوتے ہیں۔ ان کے مزاج میں تو یہ بات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہوتی ہے۔ ان کو نہ لالچ کے ساتھ اپنے موقف سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ نہ ڈرا کے اپنے موقف سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ یہ ان کا مزاج ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ماحول کی مخالفتیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ نے سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہوگا یا آپ نے سنا ہوگا۔ کہ جب آپ نے یہی توحید کا پرچار شروع کیا ہے تو مشرکین کی طرف سے بہت مخالفت ہوئی۔ سب سے پہلے پتھر مارنے والے گھر کے ہی تھے۔ اور پھر جس وقت ڈرانے دھمکانے سے کام نہ چلا تو سارے اکٹھے ہو کے ابو طالب کے پاس گئے تھے۔ کہ آپ اپنے بھتیجے سے پوچھو وہ چاہتا کیا ہے؟ اگر وہ اس طرح کی باتیں کر کے بڑا بننا چاہتا ہے تو ہم اس کو بڑا تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر وہ دولت اکٹھی کرنا چاہتا ہے تو ہم اس کو اتنی دولت اکٹھی کر کے دے دیتے ہیں کہ وہ مکہ والوں کے مقابلے میں زیادہ دولت مند ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد کوئی عیش اور عیاشی ہے تو جس لڑکی کی طرف اشارہ کرے ہم اسے نکاح میں دینے کے لیے تیار ہیں۔ اسے کہو کہ وہ

ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہے اور ہمارے بڑوں کی مخالفت نہ کرے۔ یہ نہ کہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ جو کچھ وہ چاہتا ہے ہم کرنے کے لیے تیار ہیں'

- سردار اسے بنالیں گے' اقتدار اسے دے دیں گے۔
- دولت اس کے لیے اکٹھی کر دیں گے۔
- سرمایہ دار وہ ہو جائے گا۔

وہ جس طرح سے چاہے عیاشی کرے۔ بس انہیں کہو کہ یہ اپنا طرز بدل دے۔ ہمارے بتوں کو برا بھلا نہ کہے۔

تو سرور کائنات ﷺ تشریف فرما تھے۔ چچا نے بات نقل کی کہ یوں کہتے ہیں تو حضور ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟۔ کہ چچا! اگر وہ میرے ایک ہاتھ میں سورج لا کے رکھ دیں۔ اور ایک ہاتھ میں چاند لا کے رکھ دیں۔ مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کا نظام میرے سپرد کر دیں اگر ان کے بس میں ہو تو۔ تو بھی میں اپنا موقف چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ تو یہ ہوتی ہے پختگی جو نبی کی فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ رکھتا ہے۔(البدایۃ والنہایہ ۴۷/۳)

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سخت مخالف ماحول کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ سارے کا سارا ماحول خلاف تھا۔ گھر کا ماحول خلاف تھا۔ برادری کا ماحول خلاف تھا۔ ملک کا ماحول خلاف تھا۔ اس ماحول میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے ساتھ تھی۔ اللہ نے ان سے کام لینا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔ کہ وہ ماحول کی رو میں بہہ نہیں گئے بلکہ وہ اپنے موقف کے اوپر وہ صحیح طور پر ڈٹے رہے۔ اور جب اللہ کی طرف سے تبلیغ کا حکم ہوا کہ لوگوں کے سامنے توحید کا اعلان کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھل کے بات کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں شرک کس قسم کا تھا۔ وہ قوم کیسی مشرک تھی؟ جس سے شرک کا مفہوم سمجھ میں آئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف اپنے وقت کے نہیں بلکہ

آنے والے دور کے لیے بھی مُوَحِّدِ اعظم تھے اور توحید کا سب سے زیادہ پرچار کرنے والے تھے اور بت شکنی حضرت ابراہیم کی سیرت کا اسی طرح سے خاص پہلو ہے جس طرح سے موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کا خاص پہلو فرعون سے ٹکرانا ہے۔

بت پرستی کی ابتداء تصویر سازی سے

بت کیا چیز ہے؟ جس کو وہ پوجتے تھے۔ اور بت پرستی شروع کیسے ہوئی؟ یہ بات یاد رکھیں۔ آدم علیہ السلام جو دین لے کر آئے تھے وہی آدم کا اور وہی آدم کی اولاد کا تھا۔ کوئی دوسرا دین کوئی شرک نہیں تھا۔ شرک کی ابتداء نوح علیہ السلام کے قوم سے ہوئی ہے۔ اور یہ شرک کی ابتداء تصویر سازی کے ساتھ ہوئی ہے۔ تصویریں بنانے کے ساتھ۔ وہ اس طرح کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بت تھے جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی۔ یعنی یوں کہہ لو کہ وہ پنج تنی تھے۔ قرآن کریم میں پانچ کا ہی ذکر آتا ہے۔

((لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا))

یہ پانچ جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی یہ کیا تھے؟ بخاری شریف (۷۳۲/۲) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ یہ نوح کی قوم کے صالحین نیک لوگ اور اللہ کے ولی تھے۔ قوم ان کی معتقد تھی۔ ان کی وفات ہوگئی۔ وفات کے بعد قوم کو یاد آتے تھے۔ اپنی یاد داشت کے لیے اس محبت کے جذبے کے تحت ان کی تصویریں بنا کے رکھ لیں۔

پرانے زمانے کی حیران کن تصویر سازی

اس زمانہ میں تصویریں پتھر پر تراشی جاتی تھیں کیمرے نہیں تھے۔ یہ جو آج کل کی فیشنیبل بت گری ہے۔ یہ اس وقت نہیں تھی۔ یہ بت گری جو آج کے دور کے مطابق بڑی فیشنیبل ہے۔ اس وقت پتھروں کی تصویر سازی تھی۔ اور اتنی شان دار تصویر بناتے تھے۔ کہ جس کی تصویر بنانی ہوتی ہو بہو اس کی شکل بنا لیتے۔ جس طرح آج کا مصور ایسا ہی ہے ویسے تو کیمرے سے بناتے ہیں ورنہ ہاتھوں کے ساتھ بناتے ہیں تو ہو بہو انسان کی شکل بنا لیتے ہیں۔ یہ ہاتھوں کی تصویریں بڑے بڑے چوکوں پہ بنی ہوئی آپ نے دیکھی ہوں گی۔ بالکل وہی نقشہ بنا دیتے ہیں۔

تو وہ بت تراشتے تھے اور اس طرح بناتے تھے کہ تصویر کے چہرے کے اوپر اس کی سیرت کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ اگر غصے والا آدمی ہے تو تصویر ایسی ہوگی کہ اس سے غصہ نمایاں ہوگا۔ اگر محبت کی کیفیت میں ہے تو چہرے پہ ایسے آثار ہوں گے جن سے محبت نمایاں ہوگی۔ یعنی آج کے ترقی یافتہ دور میں کیمرہ جس طرح سے عکاسی کرتا ہے کہ تصویر کے اوپر انسان کے رونے کے ہنسنے کے خوشی کے غم کے آثار چہرے پہ نظر آجایا کرتے ہیں۔ وہ پتھر اس طرح سے تراشتے تھے۔ کہ یہ آثار اس کے چہرے کے اوپر نمایاں ہوجاتے تھے۔

بلکہ ارسطو ایک فلاسفی گزرا ہے اس کے حالات میں لکھا ہے کہ زیادہ تر غاروں میں رہا کرتا تھا عام لوگوں سے ملتا نہیں تھا۔ اور اگر اس سے کوئی ملنے کے لیے جاتا تو اس کا ایک شاگرد باہر رہتا تھا وہ پتھر کے اوپر اس کی تصویر بنا کے لے جاتا کہ یہ آدمی ہے جو آپ کو ملنے کے لیے آیا ہے۔ کہتے ہیں ارسطو تصویر دیکھ کے بتا دیتا تھا کہ اس شخص کے اخلاق کیسے ہیں' یہ ملنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اس درجے کی اس وقت تصویر کشی ہوتی تھی۔

باہر حال قوم نوح نے یادداشت کے لیے تصویریں بنا کے رکھ لیں۔ ان کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے رہے' ان کی تعظیم کرتے رہے۔ تعظیم کرتے کرتے ان کے ساتھ عقیدت ایسی لگی کہ وہی سب کچھ ہو گئے اور انہی کو سجدہ' انہی کے سامنے ہاتھ پھیلانا' اور شیطان نے تصور یہ ڈال دیا کہ یہ اللہ کے نائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کو اختیارات دے دیے ہیں۔ یہی تمہارے کام کرنے والے ہیں۔ یہی تمہیں نقصان سے بچانے والے ہیں۔ انہی کو خوش رکھو۔ انہی کو چڑھاوے دو۔ انہی کو پوجا کرو۔ اور بس اللہ اس پہ راضی ہوجائے گا۔ اب اللہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ اللہ نے اپنے اختیارات ان کو دے دیے۔ یہ پٹی شیطان نے پڑھا دی۔ اس طرح یہ محبت سے رکھی ہوئی تصویریں آہستہ آہستہ شرک کا ذریعہ بن گئیں تو شرک یوں شروع ہوگیا۔ اولیاء اللہ کی محبت سے شروع

ہوا۔ اولیاء اللہ کی عظمت سے شروع ہوا۔ اس عظمت اور اس محبت نے آخر انسان کو دھوکے میں ڈال دیا۔

شریعت محمدیہ میں تصویر کی ممانعت

یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کے بعد چونکہ کوئی اور نبی تو آنے والا تھا نہیں۔ آپ نے شرک کے دروازے اس طرح سے بند کیے ہیں۔ کہ کوئی سوراخ نہیں چھوڑا جہاں سے شرک آسکے۔ اس میں اس کو خاص طور پر اہمیت دی ہے۔ کہ جاندار کی تصویر کو حرام ٹھہرا دیا۔ بنانی حرام رکھنی حرام اور فرمایا کہ جہاں جاندار کی تصویر رکھی ہوئی ہو وہاں اللہ کی لعنت برستی ہے۔ اور اللہ کی رحمت کا فرشتہ وہاں نہیں آتا۔ (بخاری ۲/۸۸۰) یہ یاد رکھنا! آج کا دور پھر تصویر پرستی کا ہے۔ اور تصویر پسندی کا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ تصویر کے خاکے بدل گئے۔ پہلے پتھر پر تراشتے تھے۔ اب کاغذ پر آتی ہے۔ تراشنے کی بجائے اب کیمرے سے بنا لیتے ہیں لیکن ہے با ہر حال تصویر۔

تصویر کی مذمت جو شریعت میں کی گئی ہے۔ وہ اس لیے کی گئی ہے کہ یہ شرک کا ذریعہ بنتی ہے۔ جس وقت گھر کے اندر کسی بزرگ کی تصویر لگی ہوئی ہو۔ تو گھر میں داخل ہوتے ہی اس بزرگ کے عقیدت مند جب اس بزرگ کی تصویر کے اوپر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی نظر نیچی ہو جاتی ہے۔ اور ایسا بھی ہوگا کہ جب تصویر سامنے لگی ہوگی تو جاتے وقت یوں کر کے (جھک کر) سلام بھی کریں گے۔ تصویروں کو سلامی دینا تصویروں کو رکھ کے ان کی صدارت کروانا۔ یہ اس دور جاہلیت میں دوبارہ شروع ہوتا جا رہا ہے۔ اس لیے جس کو بڑا سمجھتے ہیں اس کی تصویر ہر جگہ لگا کے رکھتے ہیں۔

ناراض نہ ہونا۔ یہ قائد اعظم کی تصویر جو ہر دفتر میں لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی عظمت کی بناء پر ہی ہے۔ کہ اس نے ہمیں پاکستان لے کے دیا۔ اور کسی جلوس میں تصویر گر گئی تھی تو کتنا اودھم مچا تھا۔ کہ قائد اعظم کی بے ادبی ہوگئی' قائد اعظم کی بے ادبی ہوگئی۔ اس کی تصویر سر کے بل گر گئی۔ یہ پچھلے دنوں میں آپ نے دیکھا نہیں؟ یہ تو آپ

کے ہوش کی بات ہے کہ تصویروں کا ادب واحترام جب شروع ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ یہی پوجا تک پہنچا دیتا ہے۔ تو جاندار کی تصویر رکھنا خاص طور پر گھر میں دیواروں پر عظمت کے ساتھ اس کو لگانا یہ بالکل حرام ہے۔ جائز نہیں بنانی ناجائز، رکھنی ناجائز، وہاں پر اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں آتے جہاں پر تصویر ہو۔ باقی جو فرشتے اعمال لکھنے کے لیے یا دوسرے کاموں کے لیے ہیں وہ تو آتے جاتے ہیں۔ لیکن جو فرشتے محض اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں اس گھر میں نہیں آتے جس گھر کے اندر کتا یا تصویر ہو۔ دونوں کی ممانعت آتی ہے۔

ایک لطیفہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

رحمت کا فرشتہ بار بار اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ باقی فرشتے جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے وہ سارے آتے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو بالاکوٹ میں شہید ہوئے تھے جن سے بدعتی بہت چڑتے ہیں۔ اتنا چڑتے ہیں کہ شاید اتنا کسی پہ نہیں چڑتے جتنا ان پہ چڑتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے توحید بہت بیان کی ہے۔

یہ چھوٹے سے تھے کہتے ہیں کہ نا:

ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔

اور خادم ان کو باہر کھلاتا پھر رہا تھا۔ اتنے چھوٹے بھی نہیں تھے۔ بات کرتے تھے۔ تو ایک آدمی آوارہ تھا۔ اس کے ساتھ کتا تھا۔ یہ جو خادم تھا اس کو دیکھا ہوگا کہ یہ مولوی خاندان کا ہے۔ اس کو آکے کہتا ہے کہ مولوی صاحب! کیا مسئلہ ہے کہ کہتے ہیں جہاں کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔ اس نے کہا ہاں مسئلہ تو ایسے ہی ہے۔ کہنے لگا میں نے کتا اس لیے ساتھ رکھا ہوا ہے کہ میرے ساتھ کتا ہوگا تو عزرائیل بھی تو آخر فرشتہ ہی ہے وہ بھی نہیں آئے گا۔ جب عزرائیل نہیں آئے گا۔ تو میں مروں گا نہیں۔ تو اسماعیل تھے تو بچے لیکن کہتے ہیں۔

ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ یہ اردو کا محاورہ ہے کہ جس پودے نے بڑا

درخت بنا ہو تو اس کے پتے چکنے چکنے ہوتے ہیں وہ جلدی ٹوٹتے نہیں۔ اور جس کے پتے ٹوٹنے لگ جائیں وہ خشک ہو جاتا ہے بڑھنے والا نہیں ہوتا۔

پنجابی کے محاورے ذرا بھدے سے ہوتے ہیں۔ اردو کے محاورے اور عربی کے محاورے ذرا لطافت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ ورنہ پنجابی کا بھی محاورہ ہے۔

جمدیاں سُولاں دے منہ تکھے۔

سول کہتے ہیں کیکر کا جو کانٹا ہوتا ہے یعنی جب یہ پیدا ہوتا ہے اسی وقت ہی اس کا منہ تیز ہوتا ہے۔ جس نے کانٹا بننا ہے۔ جمتے ہی اس کا منہ تیز ہوتا ہے۔ یہ پنجابی کا محاورہ ہے۔

باہر حال یہ بول پڑے۔ کہنے لگے اچھا یہ بتا کہ کتا مرتا ہے یا نہیں مرتا۔ کہتا ہے کتا تو مرتا ہے۔ کہنے لگے جو اس کی جان نکالنے آئے گا وہی تیری جان نکال لے گا۔ (ہنسی)۔ بات سمجھ گئے؟

بزرگوں کی تصویر زیادہ ممنوع کیوں؟

مسئلہ یاد رکھیے۔ یہ آپ حضرات کا وقت ضائع کرنا مقصود نہیں ہوتا اور نہ یہ کوئی ایسی دماغی عیاشی ہے جو ہم اس وقت کرتے ہیں۔ بلکہ مقصد ہوتا ہے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو آپ کے دماغ میں بٹھانا۔ کہ آپ ان کو اپنے ذہن میں بٹھائیں گھروں میں جائیں تو گھروں کے ماحول کا جائزہ لیں۔ اور گھر میں کوئی تصویر لگی ہوئی ہو۔ تو والدین سے ادب و احترام کے ساتھ اس تصویر کو ضائع کروائیں۔ کہو کہ یہ تصویر لگی ہوئی ہے یہاں پر آپ نماز پڑھتے ہیں نماز صحیح نہیں ہوتی۔ یہاں بیٹھ کے اگر آپ اپنا وقت گزارتے ہیں تو اللہ کی رحمت سے محروم ہوتے ہیں۔ تصویر گھر نہ لگانے دو۔ وہ لوگ یہ کہیں گے کہ یہ تو بزرگوں کی تصویر ہے۔ بزرگوں کی تصویر بھی منع ہے؟ تو آپ کہیں کہ بزرگوں کی تصویر زیادہ منع ہے۔ یہ بات یاد رکھیے! جتنا بڑا کوئی بزرگ ہوگا۔ اتنا اپنے دل کا تعلق اس کے ساتھ زیادہ ہوگا۔ اتنی ہی اس کی تصویر رکھنی زیادہ حرام ہے۔ کیونکہ

تصویر کی حرمت کا مدار جب اس بات پر ہے کہ کہیں آپ اس کی تعظیم نہ کرنے لگ جائیں۔ آپ اس کا احترام نہ کرنے لگ جائیں۔ کہیں آپ اس کو سلام نہ کرنے لگ جائیں۔ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ جو بزرگ ہے یہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے اور میرے حال پہ مہربانی کرنے والا ہے۔

یہ جذبات کبھی کھوتے اور گدھے کی تصویر کے ساتھ نہیں آیا کرتے۔ کیا یہ خیال آئے گا؟ یعنی اگر کہیں گدھے کی تصویر لگی ہوئی ہو تو اس کے متعلق کسی کو خیال ہوگا کہ میں اس کو سجدہ کرلوں؟ یا میں اس کو سلام کروں؟ یا اس کی طرف عظمت سے دیکھتے ہوئے نظر نیچی ہوگئی۔ نہیں نا ہوتی؟ (نہیں) تو عظمت کب آئے گی۔ جب بزرگ کی تصویر ہوگی۔ اپنے پیر کی ہوگی۔ اپنے استاد کی ہوگی۔ اپنے باپ دادے کی ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام کی تصویریں ہیں نہیں لیکن جعلی طور پر لوگ بنائے پھرتے ہیں تو جو تصویر کسی نبی کی طرف منسوب ہوگی اس کی عظمت دل میں آئے گی۔

انسان اس کے سامنے دبے گا۔ آنکھ نیچی کرے گا۔ جب آنکھ نیچی کرے گا آہستہ آہستہ وہی اس کی تعظیم تک پہنچا کے شرک کا ذریعہ بن جائے گی۔ اس لیے جو جتنا بزرگ ہو جتنی اس کے ساتھ عقیدت زیادہ ہوگی۔ اتنی ہی اس کی تصویر رکھنا زیادہ ممنوع ہے۔ اس دھوکے میں نہ آنا کہ بزرگوں کی تصویریں باعث برکت ہوتی ہیں۔

علمی انداز میں آپ کے سامنے بات عرض کرتا ہوں۔ کہ بزرگوں کی تصویروں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ آتی ہے بمقابلہ ان تصویروں کے جو کسی جانور کی ہیں یا جن کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں عظمت پیدا ہونے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ اور اس کو احترام کی نگاہ کے ساتھ آپ زیادہ دیکھیں گے۔ جب زیادہ دیکھیں گے تو شرک ذریعہ بن جائے گی۔ باقی جانور کی تصویر اتنی جلدی شرک کا ذریعہ نہیں بنتی۔ لیکن شریعت نے اصول بنا دیا کہ جاندار کی تصویر منع ہے۔

بنانی منع، رکھنی منع، اور جس گھر کے اندر یہ زیب و زینت کے طور پر لگی ہوئی ہو

اس گھر کے اندر نماز نہیں ہوتی اور رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔

پیغمبر کی نقلی تصویر اور ایک واقعہ

حضرت سید صاحب کے زمانے کا ہی واقعہ ہے۔ کہیں حضرت شہید ؒ نے تصویر کے متعلق یہ مسئلہ بیان کیا جسے میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ تو کوئی مجمع میں بیٹھنے والا اس کے پاس حضور ﷺ کی تصویر تھی فرضی بنی ہوئی۔ اب بھی سنا ہے کہ ایران میں ملتی ہیں۔ حضرت حسنؓ کی، حسینؓ کی، حضرت علیؓ کی، تصویریں مصنوعی طور پر بنی ہوئی ملتی ہیں حضور ﷺ کی تصویر حقیقی کہیں نہیں۔ لیکن لوگ بنائے پھرتے ہیں جس طرح سے حضرت علی ؓ کا پاؤں اُچ میں آ کے لگ گیا پتھر کے اوپر، اور قوم کو دھوکا دیے پھرتے ہیں سارے کے سارے، پتھر کے اوپر اتنا سارا اندر گیا ہوا پاؤں کا نشان ہے کہتے ہیں حضرت علی اچ آئے تھے اور ایک پاؤں پتھر کے اوپر رکھ کے نشان لگا کے چلے گئے۔ قوم جاہل ہے ان کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہیں بہر حال تصویر بنالی۔ حضور ﷺ کی طرف منسوب کردی۔ تو اس کے پاس وہ تصویر تھی۔ وہ آیا مولانا کے پاس، کہنے لگا کہ آپ کی تقریر سن کے پتا چلا ہے کہ تصویر رکھنی ٹھیک نہیں۔ میرے پاس حضور ﷺ کی تصویر ہے میں اس کا کیا کروں؟

تو حضرت تو سیدھی سیدھی بات جانتے تھے۔ فرمایا پھاڑ دو پھینک دو تصویر کا کیا احترام؟ کسی کی ہو۔ اس کا کوئی ادب نہیں۔ تصویر تو تصویر ہے اس کا کوئی ادب نہیں۔ پھاڑ کے پھینک دو۔ لیکن جو آدمی کسی وقت تک اس کو عقیدت و محبت کے ساتھ سنبھالے بیٹھا تھا۔ وہ اتنی جلدی پھاڑ کے پھینکنے پر کیسے آمادہ ہو جائے۔ اس کے دل نے یہ بات گوارہ نہ کی۔ حالانکہ بات حضرت شہید کی صحیح تھی۔ جس کے لیے واضح دلیل یہ ہے۔ کہ سرور کائنات ﷺ نے جب مکہ فتح کیا ہے مکہ فتح کرنے کے بعد آپ نے بیت اللہ کا دروازہ کھلوایا۔ تو اندر بت ہی بت تھے۔

اور بعضے بت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر تھے۔ بعضے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے

نام پر تھے۔ ان پیغمبروں کے نام پر بھی بت تھے تو حضور ﷺ نے یہ نہیں کیا کہ جو کسی دوسرے کے نام پر تھے وہ تڑوا دیے جو ابراہیم علیہ السلام کے نام تھا وہ سنبھال لیا۔ بلکہ ایک ضرب سے توڑ دیے چاہے وہ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر بنا ہوا تھا' چاہے اسماعیل علیہ السلام کے نام پر بنا ہوا تھا۔ تصویر کا کوئی ادب نہیں ہے۔ تصویر کا کوئی احترام نہیں ہے۔ خواہ وہ کسی کی ہو۔ جو فرشتوں کی طرف منسوب کر کے بنائے ہوئے تھے وہ بھی توڑ پھوڑ دیے۔ اس لیے تصویر کا کوئی ادب نہیں۔ نہ تصویر میں کوئی برکت ہوتی ہے۔ یہ اصول آپ یاد رکھیں اور تصویر کو پھاڑ دینا کوئی بے ادبی نہیں ہے خواہ کسی کی بھی ہو۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مدبرانہ حکمت

لیکن جو شخص عقیدت و محبت کے ساتھ تصویر کو لیے بیٹھے تھا اس کی طبیعت نے گوارہ نہ کیا کہ اس کو پھاڑ دوں۔ ایک عظمت دل میں بیٹھی ہوئی تھی تو سید عبدالعزیز شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تایا تھے ان کے پاس چلا گیا۔ اور یہ ہمارے استاد الاستاذ ہیں ہمارا سلسلہ سند انہیں کے ساتھ ملتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے اور ان کے بعد ان کے جانشین تھے۔ وہ بڑے مدبر قسم کے آدمی اور مزاج شناس تھے۔

تو یہی مسئلہ جا کے اس نے ان سے پوچھ لیا۔ کہ میرے پاس حضور ﷺ کی تصویر ہے تو میں اب کیا کروں۔ آپ اس کا مزاج سمجھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بتا کہ وہ جاندار ہے یا بے جان ہے؟ کہنے لگا کہ بے جان ہے۔ فرمایا کہ حضور ﷺ موجود تھے۔ اس کے بعد ایک وقت آیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی روح نکل گئی اور بے جان ہو گئے۔ تو صحابہ کرام نے کیا کیا تھا؟ کہتا ہے کہ غسل دیا۔ کپڑوں میں لپیٹا۔ ادب و احترام کے ساتھ دفن کر دیا۔ فرمایا کہ تو بھی ایسے کر لے۔ اب کروائی تو ضائع تھی لیکن اس انداز میں کروا دی۔ اگر پھاڑ کے پھینکنے کو جی نہیں چاہتا تو گڑھا کھود کے دفن کر دو۔ بہر حال رکھنی کسی صورت میں نہیں ہے۔

اس لیے یہ بات بظاہر کچھ سخت سی لگے گی لیکن ہے حقیقت۔ کہ اتنی مذمت اور

اتنا نقصان کسی جانور اور گدھے کی تصویر کا نہیں جتنا نیک لوگوں کی، بڑے لوگوں کی، جن کی دل میں عظمت ہو ان کی تصویر سے اللہ کی ناراضگی آتی ہے اور شریعت کے خلاف بات ہوتی ہے۔ کیونکہ عظمت ہوگی تو شرک کی بنیاد اٹھے گی۔ اگر عظمت نہ ہو تو شرک کی بنیاد کیسے اٹھے گی؟

اس لیے اس دھوکے میں نہ آئیو کہ ولی کی تصویر گھر میں لگانی جائز ہے۔ کسی کی جائز نہیں چاہے کوئی آپ کا استاذ ہے۔ چاہے کوئی آپ کا پیر ہے۔
چاہے وہ کسی فرشتے کی طرف منسوب ہے۔ چاہے کسی اور کی طرف منسوب ہے۔

براق کی من گھڑت تصویر

گھروں میں ایک تصویر لگی ہوئی ہے جس کا بدن گھوڑے کا ہوتا ہے شکل عورت کی ہوتی ہے۔ کیا کہتے ہیں کس کی تصویر ہے؟ یہ براق کی تصویر ہے۔ جس کے اوپر حضور ﷺ سوار ہو کر معراج پہ تشریف لے گئے تھے۔ جیسے ان کی ماں اور ان کا نانا دیکھ کر آیا ہے اس کو۔ کہ یہی براق تھی۔ بس ایسے ذہنی اختراع کر کے کچھ کی کچھ بنالی۔
یعنی کسی جگہ کوئی اشارہ تک نہیں کہ براق کی شکل ایسی تھی۔ حدیث میں اتنا آتا ہے کہ وہ جانور تھا گدھے سے ذرا بڑا تھا۔ خچر سے چھوٹا تھا۔
براق اس لیے کہتے ہیں کہ برق رفتار تھا۔ بجلی کی طرح تیز رفتار۔ کہ اس کا قدم وہاں جاتا تھا جہاں اس کی نگاہ جاتی تھی۔ فَوْقَ الْحِمَارِ دُوْنَ الْبَغْلِ۔ (بخاری ۱/۴۵۵)

اب یہ ان کے باپ کو پتہ چل گیا کہ اس کی شکل عورت کی تھی۔ اور عورت کی شکل بنا کے اس کے اوپر حضور ﷺ کو سوار کر کے حضور ﷺ کا ادب کر رہے ہیں؟ (نہیں) یہ بالکل غلط ہے۔ پھر ساتھ ساتھ اس کے پر بھی بنے ہوئے ہوتے

ہیں۔ یہ عجیب الخلقت جانور پتہ نہیں ان کو کہاں سے مل گیا۔ شکل عورت کی۔ باقی بدن گھوڑے کا۔ اور پر اس طرح سے لگے ہوئے ہیں جیسے کسی پرندے کے ہوتے ہیں۔ یہ سب خرافات ہیں اور لوگوں کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ کوئی ادب کی بات نہیں ہے اس قسم کی تصویروں کا رکھنا جائز نہیں۔

قوم ابراہیم علیہ السلام میں بت پرستی

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بھی تصویر پرستی میں مبتلا تھی۔ تصویریں پوجتے تھے۔ تصویریں کس کی تھیں؟ اس سے بحث نہیں ہے۔ لیکن پوجتے تصویریں تھے۔ قرآن میں آتا ہے۔

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ۔ کیا تم ان کی پوجا کرتے ہو؟ جن کو خود تراشتے ہو معلوم ہو گیا کہ ان کا معبود ما تنحتون تھا۔ جس کو خود تراشتے تھے۔ کس کے نام پہ بنائے تھے؟ اس سے بحث نہیں۔ تو تصویریں بنائی ہوئی تھیں۔ بت خانہ بھرا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں خیال کیا کہ یہ تصویر کس کی ہے۔ کس کی نہیں ہے۔ (یاد رہے آپ کو) کہاں سے توحید کا اعلان شروع کروایا؟ لوگوں کو پہلے زبانی سمجھایا۔ لیکن جب زبانی نہیں سمجھے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر وہ کام کر کے دکھایا جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بت شکن مشہور ہوئے اور موحد اعظم کے لقب کے ساتھ پکارے گئے۔ ابھی ستاروں کی بات کو چھوڑو۔ حکومت کی بات کو چھوڑو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی کا منظر

میلے کا دن تھا۔ اور عوام ساری کی ساری جشن مناتی تھی۔ اور ایسے وقت میں بتوں کے نام پر چڑھاوے چڑھانا ان کا رواج تھا۔ مثال کے طور پر کسی بت کے سامنے برفی رکھی ہوئی ہے۔ کسی کے سامنے حلوہ رکھا ہوا ہے کسی کے سامنے پکوڑے رکھے ہوئے ہیں۔ کسی کے سامنے کچھ رکھا ہوا ہے۔ اور رکھ کر چلے گئے۔ جیسے قبروں پر لوگ

چھوڑ آتے ہیں۔ کہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ شاید ولی ان سے کوئی کام لیتے ہیں۔ تو بت خانے میں ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اور سارے کے سارے باہر جشن منانے کے لیے جانے لگے تو حضرت ابراہیم کو بھی کہنے لگے کہ آپ بھی ساتھ چلیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام موقع تلاش کر رہے تھے کہ کبھی مجھے تنہائی کا موقع ملے تو میں ان کی خبر لوں۔ اور میں قوم کو بتاؤں کہ جو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے تمہیں کیا بچائیں گے؟ وہ تو وقت کے متلاشی تھے۔ قوم نے ساتھ چلنے کے لیے کہا تو کہنے لگے کہ میں تو بیمار ہوں میں تو نہیں جاتا۔ اب سقیم میں خواہ مخواہ تاویلیں کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ کیا بیماری تھی ابراہیم علیہ السلام کو؟ صحیح کہا تھا یا غلط کہا تھا؟ بالکل صحیح کہا تھا۔ باقی بیماری کیا تھی۔ تو یہ تھوڑی بیماری تھی کہ قوم کا حال دیکھ کر ہر وقت دل کڑھتا ہے ہر وقت خون جوش مار رہا ہے۔ یہ بڑی بیماری ہے۔ طبیعت کڑھ رہی ہے۔ جلن ہے۔ خون اشتعال میں ہے کہ قوم کیا کر رہی ہے۔ کس طرح سے انسان پتھروں کے سامنے ذلیل ہوتے پھرتے ہیں یہ بیماری کوئی کم نہیں ہے۔

غم سب سے بڑی بیماری ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میری تو طبیعت خراب ہے میں نہیں جاتا۔ وہ چھوڑ کے چلے گئے جب سارے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موقع مل گیا۔ تو دروازہ کھول کے اندر چلے گئے اب وہاں جا کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیسے غصہ نکالا۔ قرآن کریم یہ لفظ بولتا ہے۔ ضربا بالیمین۔ دائیں ہاتھ کے ساتھ پٹائی کی اور کہا مالکم لا تاکلون۔ او! کھاتے کیوں نہیں ہو؟

ایک ادھر ماری۔ ما لکم لا تنطقون۔ او! بولتے کیوں نہیں ہو؟

اک اک کی پٹائی شروع کی۔ اب جو بولتا نہیں' کھاتا نہیں وہ خدا ہے؟ فجعلھم جذاذا ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا ان کے سارے ٹکڑے کر دیے اور ایک کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک مناظرے کا انداز تھا تا کہ گفتگو کا ایک انداز سامنے آئے۔ باہر حال فارغ ہو کے چلے گئے۔ جس وقت قوم آئی اور آ کے دیکھا کہ یہ سارے ٹوٹے پڑے ہیں (یہ

میری بات کو اچھی طرح سے ذہن میں بٹھالیں ابراہیم نے یہ نہیں سوچا کہ یہ جبریل کی تصویر ہے۔ یہ میکائیل کی تصویر ہے یہ کسی ولی کی ہے۔ یہ فلانی ہے یہ فلانی ہے۔)

اور بڑا جو تھا اس کے گلے میں ہتھوڑا یا کلہاڑی جو کچھ بھی تھا جس کے ساتھ ان کی مرمت کی تھی وہ لٹکا دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مناظرانہ گفتگو

جب قوم نے دیکھا تو پریشان ہوئی کہ بڑا ظالم ہے جس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ تو پھر بیٹھ کے سوچا کہ ابراہیم علیہ السلام ہی ایسا ہے۔ جو ان کا ذکر برائی سے کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ ساری کی ساری حرکت اس کی ہے۔ کہنے لگے بلاؤ اسے۔ بلالیا۔ اب پوچھتے ہیں۔ ابراہیم! ہمارے خداؤں کا یہ حال تو نے کیا ہے؟ بالٰھتنا۔ الٰھۃ' الہ کی جمع ہے۔

حضرت ابراہیم کی یہ گفتگو مناظرانہ ہے۔ مناظرے میں پینترے بدلنے کے لیے اس قسم کی گفتگو ہوتی ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے یہ بڑا کھڑا ہے توڑ پھوڑ کرنے کا ہتھیار بھی اس کے پاس ہے۔ اس نے کیا ہے۔ اور ان سے پوچھ لو جو ٹوٹے پڑے ہیں۔ یہ تمہیں بتادیں گے۔ اب یہ بات ابراہیم علیہ السلام کیوں کہہ رہے ہیں۔ کہ قوم لازماً کہے گی کہ وہ توڑ نہیں سکتا یہ بول نہیں سکتے۔ ان کی تو زبان سے یہ لازماً نکلے گا۔ اور وہی بات ہوئی کہ قوم نے کہا ابراہیم! تجھے پتہ تو ہے ہی کہ یہ تو بولتے نہیں ہیں۔ فرمایا۔

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اف تم پر بھی' تمہارے معبودوں پر بھی' کہ جو توڑنے سے بچنا تو کیا بتا نہیں سکتے کہ توڑا کس نے ہے۔ اور اس (بڑے) کے متعلق تم کہتے ہو کہ یہ بڑا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ بڑا چھوٹوں کو تنبیہ کیا کرتا ہے۔ چھوٹوں نے شرارت کی ہوگی تو اس نے پیٹ دیا ہوگا تو جب وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تم خود ہی کہتے ہو کچھ کر نہیں سکتا۔ تو اس قسم کی عاجز مخلوق اور اس قسم کی بے حس اور بے اختیار مخلوق۔ اف ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر جن کی تم پوجا کرتے ہو۔

یہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کارنامہ کہ جو انہوں نے بت خانے کے اندر جا کر پوری قوم کی مخالفت کرتے ہوئے توڑ کے پھینک دیے۔ یہ نہیں سوچا کہ ان میں سے کون سا کس ولی کا ہے۔ کونسا کس فرشتے کا ہے۔ بت شکنی یہ ہے کہ بت کسی کے نام پر ہو کسی شکل کا ہو کوئی ادب واحترام کے قابل نہیں ہے۔ اس کو پھاڑ کے پھینک دو۔

یہی تھے جن کے متعلق انہوں نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا۔ نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ تجھے کام آتے ہیں۔ تو ایسوں کی کیوں پوجا کرتا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ایک نمایاں سبق یہ ہوا کہ تصویر سازی ممنوع۔ تصویریں رکھنی ممنوع چاہے وہ کسی معظم شخصیت کی ہوں۔ ان کا کوئی ادب و احترام نہیں ہے۔ ان کو توڑ دینا پھینک دینا۔ پھاڑ دینا یہ نسبت ابراہیمی کا تقاضا ہے۔ یہ تو تصویروں کا حال کیا اور قوم کو اس طرح سے چپ کرایا۔

لیکن عقل پھر بھی ٹھکانے نہیں آئی کیونکہ مشرک جو ہوتا ہے اس کی عقل ماری جاتی ہے۔ اس کی عقل ٹھکانے آنی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ اسی لیے ہمارے بزرگ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ایک سرائیکی کا فقرہ بولا کرتے تھے کہ:

رب رُسے تے مَت کھسے۔

کہ جب رب ناراض ہو جاتا ہے تو عقل بھی ٹھکانے نہیں رہتی۔ تو پھر انہوں نے مشورہ کیا کہ اُنْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ۔ اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر کچھ کرنا ہے۔ تو جلانے کا مشورہ کرلیا۔ ساری قوم متفق ہوگئی۔ یہ پہلو حضرت ابراہیم کا جو آئے گا کہ قوم کس طرح سے مخالف ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کیسے ہوئی۔ اور ستارہ پرستی بھی ان کے اندر تھی۔ اور ستارہ پرستی کی تردید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح سے کی۔ یہ انشاء اللہ العزیز اگلے بیان میں واضح کریں۔ پرچیاں کافی ساری اکٹھی ہوگئیں یہ دے دو۔

سوال: خودکشی کرنے والا اسلام پر مرتا ہے یا کفر پر اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ اس کے لیے دعا و استغفار کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس کو قبرستان میں دفن کرنا چاہیے

یا نہیں؟

جواب: خودکشی کرنے والا مسلمان ہوتا ہے۔ خودکشی کفر نہیں ہے جس طرح سے اپنے غیر کو قتل کرنا حرام ہے۔ اپنے آپ کو بھی قتل کرنا حرام ہے۔ توجہ کیجیے قاتل کے لیے دعا بھی ہوتی ہے۔ قاتل کے لیے استغفار بھی ہوتا ہے اس کے لیے بھی جائز ہے۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

سوال: جو یہ کہتا ہے کہ میرا ایمان ہے کہ ابو طالب ضرور جنت میں جائے گا۔ اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: یہ صحیح حدیث کی مخالفت کرتا ہے۔ اس کا وہی حکم ہے جو صحیح حدیث کی مخالفت کا ہوتا ہے۔ یہ آدمی اہل السنّت والجماعت میں سے نہیں ہے۔ کسی رافضی کا اس پر اثر ہے کیونکہ رافضی ابو طالب کو مومن ثابت کرتے ہیں۔

سوال: تصویر اگر آویزاں نہ کی گئی ہو بلکہ چھپا کر رکھی ہوئی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ جس طرح سے شناختی کارڈ ہو گیا اب ایک ضرورت ہے۔ حج کے لیے تصویر بنانی پڑتی ہے۔ ایک ضرورت ہے۔

اور اگر سکول و کالج میں کوئی پڑھتا ہے تو امتحان کے لیے بنوانی پڑتی ہے۔ یہ ایک ضرورت ہے سب سے بڑی ضرورت ہے قائداعظم کو سینے سے لگا کے رکھنے کی۔ سمجھتے ہو؟۔ جیب میں نوٹ جو ڈالے پھرتے ہو تو قائداعظم کو سینے سے لگائے پھرتے ہو یا نہیں؟۔ مجبوری ہے کیا کریں۔ اس مجبوری کے تحت جو تصویر ہوتی ہے اس کے اوپر گناہ لازم نہیں آتا۔ وہ قابل برداشت ہے۔ شوق کے ساتھ۔ زیب و زینت کے لیے تصویر بنانا۔ یہ حرام ہے۔ ضرورت کے تحت جائز ہے۔

اور آج اس زمانے میں اس کی ضرورت کی جگہ پیش آتی ہے جیسے میں نے مثالیں عرض کی ہیں؟ اَلضَّرُوْرَۃُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ۔ ضرورت کے تحت بعض ممنوع چیزیں بھی جائز ہو جایا کرتی ہیں۔ زیب و زینت اور محبت و عظمت کے طور پر رکھنا ٹھیک

نہیں ہے۔

سوال: جو دکانوں وغیرہ میں تصویریں لگائی جاتی ہے۔ان کا حکم کیسا ہے؟

جواب: یہ آج کل اکثر چیزوں پر تصویر بنی ہوتی ہے۔ تو تصویر والی چیز جب بھی خریدو اس کا منہ کالا کر دیا کرو۔ اس کا چہرہ مٹا دیا جائے تو باقی تصویر کا کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: جس کا گھر دیہات میں ہو اور اس نے کتے کو گھر کی حفاظت کے لیے رکھا ہوا ہو۔

جواب: یہ تفصیل تو فقہ میں موجود ہے۔ شکاری کتا۔ جو شکار کی ضرورت کے لیے رکھا ہوا ہو۔ ریوڑ کی حفاظت کے لیے رکھا ہوا ہو۔ کھیتی اور باغ کے حفاظت کے لیے رکھا ہوا ہو۔ اس کی حضور ﷺ نے اجازت دی ہے۔ (بخاری ۱/۳۱۲)

کتے رکھنا جو ملعون ہے جن پر لعنت ہے وہ ہے شوق کی ساتھ جو لوگ پالتے ہیں۔ کہتے ہیں نا۔ کار۔ کتا۔ کوٹھی۔ یہ تین چیزیں آجکل لازم ملزوم ہیں۔ کوٹھی بنالی کار لے لی' پھر جب تک اس میں کتا نہ بٹھائیں اس وقت تک چین نہیں آتا۔ جس طرح سکھوں کے ہیں کچھ۔ کڑا۔ کرپان۔ یہاں بھی کوٹھی کار کتا' یہ لازم ملزوم ہو گئے ان کو محبت کے ساتھ رکھتے ہیں بستروں پر سلاتے ہیں۔ منہ چومتے ہیں۔ آپ نے تو دیکھا نہیں۔ مغربی تہذیب میں کتے سے بہت پیار ہے۔ یہ کتے لعنت کا باعث بنتے ہیں جو ضرورت کے لیے رکھا ہو وہ ٹھیک ہے۔ اگر واقعتاً ضرورت ہو۔

سوال: شیعہ جو یا علی مدد کا نعرہ لگاتے ہیں اس کا موجد اول کون ہے۔

جواب: معلوم نہیں۔

سوال: تصویر کی نقل رکھنا درست ہے یا نہیں۔

جواب: یہ بھی تصویر تو ہو گئی۔

سوال: اخباروں کی تصویروں کا کیا حکم ہے۔

جواب: اگرچہ ہمارے اندر ان کی عظمت نہیں ہوتی لیکن پھر بھی ایسے طور پر نہ رکھا کرو کہ تصویر سامنے نظر آئیں اور اگر کہیں دیوار پر رکھنا پڑا بچھانا پڑ گیا۔ اگرچہ ادب و احترام کے طور پر ہم نہیں بچھاتے۔ لیکن پھر بھی اگر ان کے منہ کے اوپر سیاہی لگا دی جائے ان کا حلیہ بگاڑ دیا جائے تو ٹھیک ہو جائے گا۔ ورنہ یہ تو حدیث شریف میں آتا ہی ہے فقہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ قالین وغیرہ جو ہوتے ہیں جو نیچے بچھائے جاتے ہیں جس کے اوپر پیر رکھ کر آپ چلتے پھرتے ہیں۔ ان میں تصویر بنانی جائز نہیں ہے۔

لیکن اگر کسی نے بنا دی اور آپ نے اس کو فرش کے اوپر بچھا دیا۔ اس پر یہ وعید نہیں ہے۔

سوال: پیسے جیب میں ہوں تو نماز کا کیا حکم ہے۔

جواب: وہ تو پہلے کہہ دیا مجبوری ہے۔ اس لیے یہ صحیح ہے۔ ان کو کہاں پھینک دیں۔

سوال: جس مکان میں تصویر ہو وہاں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مکروہ تحریمہ ہے واجب الاعادہ ہے۔

سوال: قرآن میں ہے **ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون**۔ جنتیوں پر نہ خوف ہوگا نہ غم۔ حالانکہ ادنیٰ درجے کے لوگ اعلیٰ درجے کے لوگوں کو دیکھ کر غمزدہ ہوں گے۔

جواب: یہ تو ناواقفیت ہے۔ کیونکہ ان کو یہ احساس ہی نہیں ہوگا کہ ہم ادنیٰ درجے میں ہیں۔ اپنے اعمال ان کے سامنے ہوں گے۔ ان کے مقابلے میں جو کچھ اللہ نے دیا ہوگا۔ وہ کہیں گے کہ ہم اس قابل ہی نہیں تھے جو کچھ اللہ نے ہم کو دیا ہے۔ اس لیے وہ تو خوش ہوں گے ان کو غم نہیں ہوگا۔

سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك واتوب الیك

ملتِ ابراہیمی اور ستارہ پرستی کی مذمت

بمقام: جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

بموقع: ہفتہ وار اصلاحی پروگرام

تاریخ: ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا.

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم. وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ وَعَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

تمہید

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں جیسے بت پرستی کی تردید ہے جس کی وضاحت آپ کے سامنے گزشتہ بیان میں ہوئی تھی اسی طرح ستاروں کے بارے میں بھی مشرکانہ نظریات کی تردید اور صحیح بات کی طرف راہنمائی ہے۔ آج کل آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ ایک دم دار ستارہ نمایاں ہے اور لوگوں میں یہ بحث عام طور پر چلی ہوئی ہے۔ کہ اس دم دار ستارے کے کیا اثرات ہیں۔ یہ کیا چیز ہے؟ اس لیے کچھ خیال آیا کہ ستاروں کے بارے میں آپ کی صحیح راہنمائی کردی جائے۔

مخلوقاتِ الٰہیہ میں اثراتِ الٰہیہ

اللہ تعالیٰ نے چاند سورج ستارے پیدا فرمائے ہیں۔ جب ان کو پیدا کیا تو ان کے کچھ اثرات بھی نمایاں کیے۔ وہ اثرات بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ ان اثرات میں یہ مستقل نہیں ہیں۔ مثلاً سورج کو روشن بنایا۔ سورج چڑھتا ہے تو روشنی پھیلتی ہے۔ اس کا کون انکار کرسکتا ہے؟ لیکن اس میں سورج کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بنا دیا کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو روشنی ہوتی ہے۔ تو اس میں سورج کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح گرمی کا تعلق اللہ نے سورج سے رکھ دیا۔ کہ سورج کی شعاؤں کے ساتھ جیسے روشنی حاصل ہوتی ہے اسی طرح اس سے گرمی بھی حاصل ہوتی ہے۔

اور اللہ جب چاہتا ہے ان کو مسلوب بھی کر لیتا ہے۔ دن کے وقت سورج نکلا ہوا ہوتا ہے گہن لگ جاتا ہے۔ روشنی ختم ہو جاتی ہے۔ دن کو تارے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔ سورج نکلا ہوا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سامنے بادلوں کی اتنی موٹی تہہ جما دیتے ہیں جس کے ساتھ نہ اس کی روشنی زمین پہ آتی ہے نہ گرمی زمین پہ آتی ہے۔ تو جب چاہے بے بس کر کے دکھا دے۔

اسی طرح چاند طلوع ہوتا ہے اس کے ساتھ خنکی یا اس کی روشنی یا جیسے لوگ کہتے ہیں تجربات کے طور پر کہ پھولوں کی رنگت' پھلوں کی مٹھاس' پھلوں کا ذائقہ' یہ چاند کی چاندنی کا اثر ہے۔ جس طرح سے فصل کا بڑھنا اور اس کا پکنا اس میں سورج کی گرمی کا اثر ہے۔ تو اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اللہ نے اس کو ایسا پیدا کیا ہے اور یہ اثرات بھی اس کے اللہ نے پیدا کیے ہیں اس لیے اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ چاند بھی اور چاند کے اثرات بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔

اسی طرح سے ستارے ہیں۔ طلوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کے ساتھ دنیا کے اندر کچھ اثرات رکھے ہوں اور یہ مان لیا جائے کہ جیسے ستارہ اللہ کی مخلوق ہے۔ اسی طرح سے اس کے اثرات بھی اللہ کی مخلوق ہیں تو اس میں بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ اس میں ستارے کا کوئی اختیار اور عمل دخل نہیں۔

اب یہ چیزیں تو ایسی ہیں جو ہمارے سامنے نمایاں ہیں ہم ان کا انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ سب کچھ اللہ کی مخلوق ہے۔

اس میں نہ سورج با اختیار ہے۔

نہ چاند با اختیار ہے۔

نہ کوئی ستارہ با اختیار ہے۔

ان کو اللہ نے پیدا کیا۔ اور اللہ ہی نے ان کے اندر روشنی رکھی۔ اللہ نے ان کے اندر گرمی سردی اور اس قسم کے اثرات رکھے۔ یہ چیزیں مشاہدے میں آئی ہوئی ہیں۔ بہر حال جب ان کو اللہ کی مخلوق مان لیا جائے اور اللہ کے پیدا کیے ہوئے اثرات مانے جائیں تو یہ بات کوئی شریعت کے خلاف نہیں ہے۔